خطیب اعظمؒ اور سید العلماءؒ کے چند نکات

از قلم خطیب شیریں بیان مولانا سید ابن حیدر صاحب قبلہ، استاذ جامعۂ ناظمیہ، لکھنؤ

خطیب اعظم مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ

(۱) ایک مجلس میں فرمایا کہ جو باتیں عام سطح پر بری نظر سے دیکھی جاتی ہیں وہی اگر خاصان خدا میں پیدا ہو جائیں تو کتنی قبیح سمجھی جائیں گی (ایک شخص سڑک کے کنارے اگر چاٹ کھاتا ہوا نظر آئے تو اس کو اتنی بری نظر سے نہیں دیکھا جائے گا جتنا ایک صاحب عمامہ کو)

فرمایا: اگر عام انسانوں میں کسی کو مچھلی نگل جائے تو ہر شخص یہی کہے گا کہ کوئی نہ کوئی گناہ کیا ہوگا جس کا بھگتان بھگتنا پڑا۔ لیکن اگر ایک نبی خدا کو مچھلی نگل جائے تو کچھ نہ سہی لیکن آدمی ضرور دبی زبان سے اتنا تو کہے گا کہ آخر کیا بات تھی اب اس نازک جاہ سے گزرنا اس طرح کہ نبی کی عصمت محفوظ رہے اور حفظ مراتب بھی ہاتھ سے جانے نہ پائے جو الفاظ انھوں نے استعمال فرمائے ہیں وہ فکر کی معراج ہیں اس سے بہتر تعبیر ممکن نہیں۔ فرماتے ہیں کہ اسیر پنجۂ مصلحت الٰہی سفینہ بطن ماہی میں سیاحت دریا میں مصروف تھا۔ یہ مصلحت الٰہی فرما کے گویا دفع دخل کیا ہے کہ اب وہ تصور بھی آدمی نہیں کرسکتا کہ آخر کیا بات تھی۔

(۲) طوفان نوح آیا ہے چاروں طرف پانی ہے بس صرف خانہ کعبہ محفوظ ہے کشتی نوح نے خانہ کعبہ کا طواف کیا ہے۔ وہاں فرماتے ہیں کہ کشتی نوح جزیرہ ابراہیمی کا طواف کررہی تھی۔ (اس فقرہ میں معانی و بیان کی روح دوڑ رہی ہے)

سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی صاحب قبلہ

(۱) فتح پور میں، قلعہ پر وکیل صاحب کے یہاں مجلس پڑھ رہے تھے عصمت انبیا موضوع تھا۔ ایک گھنٹہ کی تقریر میں انھوں نے ثابت کیا کہ معصوم گناہ نہیں کرتا۔ فوراً ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ یہ تو معلوم ہوا کہ معصوم گناہ نہیں کرتا لیکن کیا گناہ کرسکتا ہے؟ انھوں نے فوراً جواب دیا کہ کیا اللہ ظلم کرسکتا ہے پس جس طرح وہ قادر ہوتے ہوئے عادل ہے اسی طرح یہ اختیار رکھتے ہوئے معصوم ہیں۔ جس طرح قدرت منافی عدل نہیں ہے اسی طرح اختیار منافی عصمت نہیں ہے۔

(۲) ۶۲ء میں افضل محل میں ایک عشرہ مجالس کا انعقاد انجمن سوگواران حسینی کی طرف سے ہوا اس کا عنوان تھا ''جہاد ومجاہدات اسلامی'' ایک جنگ ایک ایک ذاکر کا موضوع تھا، مولانا کلب حسین صاحب قبلہ کا موضوع جنگ خندق، مولوی ایوب حسین صاحب قبلہ کا خیبر، اسی میں سید العلماء کا موضوع تھا جنگ نہروان۔

آپ نے واقعہ تحکیم سے آغاز فرمایا اور فرمایا کہ جب صلح نامہ لکھا جارہا تھا ادھر سے ابوموسیٰ اشعری معاویہ کی

طرف سے عمرو عاص۔ تو صلح نامہ میں لکھا گیا کہ یہ صلح نامہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی طرف سے ہے تو اس پر عمرو عاص نے اعتراض کیا کہ ہم امیر المومنین سمجھتے تو یہ جنگ ہی کیوں کرتے۔ تو آپ نے اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کی لفظ مٹادی اور فرمایا سچ فرمایا تھا میرے حبیب رسولؐ خدا نے جب حدیبیہ میں صلح نامہ لکھا جارہا تھا تو آپ نے وہاں تحریر فرمایا تھا کہ یہ صلح نامہ محمد رسولؐ اللہ کی طرف سے تو اس پر مخالف جماعت نے اعتراض کیا کہ ہم رسول اللہ سمجھتے تو یہ اختلاف کیوں کرتے لہٰذا آپ نے اپنے دست مبارک سے رسول اللہ کی لفظ مٹادی اور فرمایا علی تم کو بھی ایسا ہی موقع پیش آئے گا یہ فرمانے کے بعد سرکار سید العلماء نے جو نتیجہ نکالا ہے مجمع سروقد کھڑا ہو گیا فرمانے لگے ان دو معصوموں کے طرز عمل سے پتہ چلا کہ جو مشترک تحریں ہوتی ہیں ان میں عقائد و مسلمات درج نہیں کئے جاتے۔

(۳) ایک حسین ڈے میں تقریر فرما رہے تھے ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ اگر واقعہ کربلا نہ ہوتا تو کیا ہوتا، تو فوراً جواب دیا کہ وہ سب کچھ ہوتا جو واقعہ کربلا سے پہلے ہورہا تھا۔

